بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

وَيُكْرَهُ تَكْرَارُ الْجَمَاعَةِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ فِي مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ لَا فِي مَسْجِدِ طَرِيقٍ أَوْ مَسْجِدٍ لَا إمَامَ لَهُ وَلَا مُؤَذِّنَ.

(الدر المختار مع رد المحتار: ج2ص342)

ترجمہ: مسجد محلہ میں اذان واقامت کے ساتھ دوسری جماعت مکروہ (تحریمی) ہے، البتہ مسجد طریق یا ایسی مسجد جس کا امام ومؤذن مقرر نہ ہو اس میں دوسری جماعت جائز ہے۔

أَيْ تَحْرِيمًا لِقَوْلِ الْكَافِي لَا يَجُوزُ وَالْمَجْمَعُ لَا يُبَاحُ وَشَرْحُ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ إنَّهُ بِدْعَةٌ كَمَا فِي رِسَالَةِ السِّنْدِيِّ.

(رد المحتار: ج2ص342)

جس مسجد کا امام اور مقتدی متعین ہوں وہاں جب ایک مرتبہ اذان واقامت سے جماعت ہو جائے تو پھر اس مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر مسجد طریق ہو تو اس میں دوبارہ جماعت کروانے کی گنجائش ہے۔

علامہ جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ونقل عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ قال لایجوز اعادۃ فی مسجد لہ امام راتب. (نصب الرایۃ: ج2ص857 کتاب الصلوۃ باب الامامۃ)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ جس مسجد کا امام متعین ہو اس مسجد میں دوبارہ نماز ناجائز ہے۔

مذہب غیر مقلدین:

(ایک ہی مسجد میں) جماعت ثانیہ بلکہ ثالثہ ورابعہ بھی جائز ہے تکرار جماعت فی مسجد واحد حدیث صحیح سے ثابت ہے اور کراہت بھی اسکی کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ (فتاوی ثنائیہ ج1ص635، فتاوی علماء حدیث ج3ص50)

دلائل اہل السنت والجماعت

دلیل نمبر1:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لقد ھممت ان امر بحطب ثم امر بالصلوۃ فیوذن لھا ثم امر رجلا فیام الناس ثم اخالف الی رجال فاحرق علیھم بیوتھم.

(صحیح البخاری: ج1ص89 باب وجوب الصلوۃ الجماعۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میرا دل چاہتا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو حکم دوں وہ نماز کے لیے اذان کہے پھر کسی اور کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے پھر میں ان لوگوں کی طرف (جو نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں) جاؤں پس ان کے گھروں کو جلاڈالوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر دوسری جماعت بلا کراہت جائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے پر اتنی سختی کا اظہار نہ فرماتے۔

دلیل نمبر2:

عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل من نواحی المدینۃ یرید الصلوٰۃ فوجد الناس قد صلوا فمال الی منزلہ فجمع اھلہ فصلی بھم. (المعجم الاوسط للطبرانی: ج3ص284رقم 4601)

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قریب ایک جگہ سے تشریف لائے اور آپ کا ارادہ نماز پڑھنے کا تھا آپ نے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کو اکٹھا کر کے نماز پڑھائی۔

اگر بلا کراہت نماز جائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی فضیلت حاصل کرتے۔

اعتراض:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ولید بن مسلم مدلس ہے. لہٰذا اس روایت سے استدلال درست نہیں ہے۔

جواب نمبر1:

امام طبرانی رحمۃ اللہ نے معجم اوسط میں مذکورہ حدیث دو طریق سے نقل کی ہے اور دونوں میں ولید بن مسلم کی تحدیث اور سماع کی صراحت موجود ہے دونوں طریق ملاحظہ فرمائیں۔

طریق نمبر1 :   حدثنا عبدان بن احمد قال حدثنا ھشام بن خالد الدمشقی قال حدثنا الولید بن مسلم قال اخبرنی ابو مطیع معاویہ بن یحی عن خالد الحذاء عن عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ. (المعجم الاوسط للطبرانی ج3ص284 من اسمہ عبدان رقم الحدیث 4601)

طریق نمبر2:   حدثنا محمد بن ھارون قال حدثنا ھشام بن خالد الازرق قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا معاویہ بن یحی عن خالد ن الحذاء عن عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ الخ. (المعجم الاوسط للطبرانی ج5ص132 من اسمہ محمد رقم الحدیث 6820)

جواب نمبر2:

اس روایت کے راویوں کی علامہ ہیثمی نے توثیق کی ہے اور خود غیر مقلدین کے مشہور عالم ناصر الدین البانی نے اس کی تحسین کی ہے۔

قال الھیثمی رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہ ثقات. (مجمع الزوائد ج2ص173 باب فیمن جاء الی المسجد فوجد الناس قد صلوٓا)

قال الالبانی قلت وھو حسن. (تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنہ ص155)

دلیل نمبر3:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من توضا فاحسن وضوءہ ثم راح فوجد الناس قد صلوا اعطاہ اللہ عزوجل مثل اجر من صلاھا وحضرھا لا ینقص ذالک من اجرھا شیئا. (سنن ابی داؤد: ج1ص90)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس آدمی نے اچھی طرح سے وضو کیا پھر مسجد کی طرف آیا دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں تو اللہ عزوجل اس کو بھی اتنا اجر عطاء فرمائیں گے جتنا نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور س نماز پڑھنے والے کے اجر میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی۔

دلیل نمبر4:

عن ابراھیم النخعی قال قال عمر لا یصلی بعد صلوٰۃ مثلھا ؟(مصنف ابن ابی شیبہ: ج4ص293 باب من کرہ ان یصلی بعد الصلاۃ مثلھا رقم الحدیث 6050)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک نماز کے بعد اس جیسی نماز نہ پڑھی جائے۔

تشریح حدیث: فقہاء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

لایصلیٰ بعد صلوۃ مثلھا.

ایک نماز کے بعد اس جیسی دوسری نماز نہ پڑھی جائے۔

اس کے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں ورنہ اس سے لازم آئے گا کہ فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد دو فرض نہ پڑھیں جائیں کیونکہ بعد والی دو رکعتیں پہلی دو رکعتوں جیسی ہیں، اسی طرح ظہر کی چار رکعتیں پڑھ کر چار فرض نہ پڑھے جائیں کیونکہ وہ بھی سنتوں جیسی ہیں اسی طرح عصر کی چار سنتیں پڑھ کر عصر کے چار فرض نہ پڑھے جائیں وہ بھی تو پہلی چار رکعتوں کی طرح ہیں، اس لئے اس حدیث کے یہ معنی لینا زیادہ بہتر ہے کہ جب ایک مرتبہ جماعت ہو جائے تو دوسری جماعت نہ کروائی جائے۔

تصریحات فقہاء کرام:

نمبر 1: علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی (م786ھ) تحریر فرماتے ہیں:

من مشائخنا من قال المراد به الزجر عن تکرار الجماعات فی المساجد وھو حسن. (العنایہ شرح الھدایہ: ج1 ص400)

ترجمہ: ہمارے بعض مشائخ کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مساجد میں تکرار جماعت سے روکنا ہے اور یہی معنی مراد لینا زیادہ بہتر ہے۔

نمبر2: علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (م855ھ) فرماتے ہیں:

قیل المراد به الزجر عن تکرار الجماعة فی المساجد وقال الشیخ وھو تاویل حسن. (رمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق ج1 ص47)

ترجمہ: اس سے مراد مساجد میں تکرار جماعت سے روکنا ہے شیخ فرماتے ہیں: یہ اس کی ایک بہترین تاویل ہے۔

نمبر3: علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الھمام (م861ھ) فرماتے ہیں:

ھو محمول علی تکرار الجماعة فی المسجد علی ھیئة الاولیٰ او علی النھی عن قضاء الفرائض مخافة الخلل فی المؤدی فانه مکروہ. (شرح فتح القدیر: ج1 ص476 فصل فی القراءۃ بعد از باب النوافل)

ترجمہ: یہ حدیث محمول ہے مسجد میں پہلی ہیئت کے مطابق دوبارہ جماعت کروانے پر یا فرض نماز کو کسی خلل پڑ جانے کے اندیشے کی وجہ سے لوٹانے سے روکنے پر کیونکہ یہ دونوں مکروہ ہیں۔

نمبر4: حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی (م1362ھ) فرماتے ہیں:

قلت واقرب تفاسیرہ حمله علی تکرار الجماعة فی المسجد. (جامع الآثار ص37)

ترجمہ: میں کہتا ہوں اس کی قریب ترین تفسیر یہ ہے کہ اسے مسجد میں تکرار جماعت پر محمول کیا جائے۔

دلیل نمبر5:

عن سلیمان یعنی مولیٰ میمونة قال اتیت ابن عمر علی البلاط وھم یصلون فقلت الا تصلی معھم ؟ قال قد صلیت انی سمعت رسول اللہ علیه وسلم لا تصلوا صلوۃ فی یوم مرتین. (سنن ابی داؤد ج1 ص93 باب اذا صلی فی جماعة ثم ادرک جماعة یعید)

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزار کردہ غلام حضرت سلیمان فرماتے ہیں کہ میں (مدینہ طیبہ میں) مقام بلاط میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ آپ ان کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھ رہے؟ آپ نے فرمایا: میں نماز پڑھ چکا ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم ایک نماز ایک دن میں دو مرتبہ نہ پڑھو۔

تشریح حدیث: فقہاء کرام نے اس حدیث کو مسجد میں جماعت ثانیہ کی نہی پر محمول کیا ہے وجہ یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

نے جماعت میں شریک نہ ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ "میں نماز پڑھ چکا ہوں" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لاتصلوا صلوة فی یوم مرتین.

اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

نمبر1: آپ نے پہلی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہو اور آپ اس شخص کیلئے جس نے ایک مرتبہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہو دوسری مرتبہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہوں اس لیے جماعت میں شریک نہ ہوئے ہوں۔

نمبر2: یہ جماعت ثانیہ ہو اور آپ جماعت ثانیہ میں شریک ہونے کو مکروہ سمجھتے ہوں اس لیے آپ جماعت میں شریک نہیں ہوئے۔ ہمارے فقہاء نے اس دوسری صورت کو ترجیح دی ہے۔

وجہ ترجیح: آپ کے فرمان "میں نماز پڑھ چکا ہوں" سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ آپ نے فرض نماز تنہا پڑھی تھی اور جو شخص تنہا فرض پڑھ لے تو اس کیلئے جائز اور مستحب یہ ہے کہ وہ جماعت کو پائے تو جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کیلئے جماعت میں شریک ہو جائے۔ اس لحاظ سے چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جماعت میں شریک ہو جاتے لیکن آپ جماعت میں شریک نہیں ہوئے اسکی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ جماعت ثانیہ ہو رہی تھی جسے آپ صحیح نہیں سمجھتے تھے اس لیے شریک نہ ہوئے۔ نیز اس کی تائید جلیل القدر تابعین بالخصوص آپ کے صاحبزادے حضرت سالم رحمہ اللہ کے فتوے سے بھی ہوتی ہے:

عن عبد الرحمٰن بن المجبر قال ،دخلت مع سالم بن عبد اللہ مسجد الجحفة وقد فرغوا من الصلوة فقالوا الا تجمع الصلوة فقال سالم لا تجمع صلوة واحدة فی مسجد واحد مرتین. (المدونة الکبری ص181 کتاب الصلوة فی المسجد تجمع الصلوة فیہ مرتین)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن مجبر فرماتے ہیں کہ میں حضرت سالم بن عبد اللہ کے ساتھ مسجد جحفہ گیا، وہاں لوگ نماز سے فارغ ہو چکے تھے، لوگ کہنے لگے: آپ (دوسری) جماعت کیوں نہیں کروالیتے؟ حضرت سالم نے فرمایا: ایک مسجد میں ایک نماز کی دو مرتبہ نہیں کروائی جا سکتی۔

تحقیق السند: قال العلامہ العثمانی ورجالہ کلھم ثقات (اعلاء السنن ج4 ص280 باب کراھیۃ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلہ)

دلیل نمبر6:

عن ابراھیم ان علقمة والاسود اقبلا مع ابن مسعود الی مسجد فاستقبلھم الناس قد صلوا فرفع بھما الی البیت فجعل احدھما عن یمینہ والآخر عن شمالہ ثم صلی بھما. (مصنف عبد الرزاق ج2 ص272 رقم الحدیث 3895 باب الرجل یؤم الرجلین)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے لوگوں نے ان کا اس حال میں استقبال کیا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود کو لے کر گھر تشریف لے گئے اور ایک کو دائیں جانب اور ایک کو بائیں جانب کھڑا کیا اور ان دونوں کو نماز پڑھائی۔

غیر مقلدین کے پیشوا ناصر الدین البانی اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

فلو کانت الجماعة الثانیة فی المسجد جائزة مطلقا لما جمع ابن مسعود فی البیت مع ان الفریضة فی المسجد افضل کما ھو معلوم ثم وجدت ما یدل علی ان ھذا الاثر فی حکم المرفوع الخ. (تمام المنة فی التعلیق علی فقہ السنة ص155)

کہ اگر جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں مطلقاً جائز ہوتی تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر میں جماعت نہ کرواتے کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ مسجد میں فرض ادا کرنا افضل ہے اور مجھے ایک حدیث ایسی ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ موقوف حدیث حکماً مرفوع ہے۔

قال الالبانی: بسند حسن عن ابراھیم. (تمام المنة ص155)

دلیل نمبر7:

عن الحسن قال کان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخلوا المسجد وقد صلی فیہ صلوا فرادی.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5 ص55 باب من قال یصلون فرادیولا یجمعون رقم الحدیث 7188)

ترجمہ: امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب مسجد میں داخل ہوتے اور اس میں نماز ہو چکی ہوتی تو اکیلے اکیلے نماز پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر8:

عن عبدالرحمٰن المجبر قال دخلت مع سالم بن عبداللہ مسجد الجحفۃ وقد فرغوا من الصلوۃ فقالوا الا تجمع الصلوۃ فقال سالم لا تجمع صلوۃ واحدۃ فی مسجد واحد مرتین وقال ابن وھب واخبرنی رجال من اھل العلم عن ابن شھاب ویحی بن سعید وربیعۃ (ابن ابی عبدالرحمٰن) واللیث مثلہ. (المدونۃ الکبری ص181 کتاب الصلوۃ فی المسجد تجمع الصلوۃ فیہ مرتین)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمان مجبر کہتے ہیں میں حضرت سالم بن عبداللہ کے ساتھ مسجد جحفہ میں داخل ہوا اور لوگ نماز سے فارغ ہو چکے تھے لوگوں نے کہا کیا آپ جماعت نہیں کراسکتے، تو حضرت سالم نے فرمایا ایک نماز کی ایک ہی مسجد میں دوبارہ جماعت نہیں ہو سکتی، اور ابن وہب کہتے ہیں کہ مجھے اہل علم نے ابن شہاب اور یحیی بن سعید اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمان اور لیث سے اسی طرح خبر دی ہے۔

تحقیق السند: قال العلامۃ العثمانی: ورجالہ کلھم ثقات. (اعلاء السنن ج4 ص280 باب کراھیۃ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلہ)

دلیل نمبر9:

قال الامام البخاری وکان الاسود اذا فاتتہ الجماعۃ ذھب الی مسجد اٰخر. (صحیح البخاری ج1 ص89)

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسود سے جب جماعت فوت ہو جاتی تو دوسری مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔

غیر مقلدین کے مستند علماء کے نزدیک جماعت ثانیہ جائز نہیں

نمبر1:

غیر مقلدین کے مقتدر علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

وبالجملۃ فالجمھور علی کراھیۃ اعادۃ الجماعۃ فی المسجد بالشرط السابق وھو الحق ولا یعارض ھذا الحدیث المشھور الا رجل یتصدق علی ھذا فیصلی معہ. (تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ ص157)

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ جمہور (فقہاء کرام اور دیگر ائمہ عظام) شرطِ سابق کے ساتھ (کہ مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہو) مسجدِ محلہ میں دوبارہ جماعت کرانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور یہی بات حق بھی ہے اور اس موقف کے خلاف وہ مشہور حدیث پیش نہ کی جائے جس میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھ لے۔

نمبر2:

غیر مقلد عالم علامہ احمد شاکر تحریر فرماتے ہیں:

والذی ذھب الیہ الشافعی من المعنی فی ھذا الباب صحیح جلیل ینبئ عن نظر ثاقب ،وفھم دقیق وعقل دراك لروح الاسلام ومقاصدہ. (شرح ترمذی الجامع الصحیح ج1 ص431 ابواب الصلوۃ)

ترجمہ: اس مسئلہ میں جو موقف حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنایا ہے وہ نہایت صحیح اور جلیل القدر ہے جو آپ کے دور رس نگاہ، گہرے فہم اور

اسلام کی روح اور اس کے مقاصد کا مشاہدہ کرنے والی عقل کی دلیل ہے۔

نمبر3:

غیر مقلد عالم مولانا عبد الجبار سلفی نے تعدد جماعت کی مضرتیں کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا ہے جس میں یہ ثابت کیا کہ جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں جائز اور درست نہیں ہے اور یہ مضمون غیر مقلدین کے آرگن ہفت روزہ الاعتصام لاہور جلد 47 شمارہ نمبر 40 میں شائع ہو چکا ہے (20 اکتوبر 1995ء)

جماعت ثانیہ کی کراہت کی عقلی وجوہ:

پہلی وجہ: اگر جماعت ثانیہ کی اجازت دے دی جائے تو اس سے پہلی جماعت کی تقلیل لازم آئے گی اور پہلی جماعت کی تقلیل عند الشرع ایک مکروہ امر ہے اور ضابطہ ہے کہ جو چیز امر مکروہ کا سبب بنتی ہے وہ بھی مکروہ ہوتی ہے۔ لہذا جماعت ثانیہ جو جماعت اولیٰ کی تقلیل کا سبب ہے وہ بھی مکروہ ہو گی۔

دوسری وجہ: اگر جماعت ثانیہ کی اجازت دیدی جائے تو جماعت ثالثہ اور جماعت رابعہ کی ممانعت کی بھی کوئی دلیل نہ ہو گی اور یوں سلسلہ غیر متناہی حد تک چل پڑے گا اور جماعت کا صرف نام رہ جائے گا اجتماعیت ختم اور انفرادیت پیدا ہو جائے گی جبکہ شریعت میں اجتماعیت مطلوب ہے۔

تیسری وجہ: اگر جماعت ثانیہ کی اجازت دیدی جائے تو جن نمازوں کے بعد سنن اور نوافل ہیں ان میں مشغول ہونے میں خلل لازم آتا ہے کیونکہ جب جہری نماز میں امام تکبیرات اور قراءت کریگا تو لازمی امر ہے کہ اس سے باقی نماز پڑھنے والے حضرات کی نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے اور کس کی نماز میں شرعاً و عقلاً خلل اندازی اور تشویش پیدا کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا جماعت ثانیہ کی گنجائش نہیں نکلتی۔

دلائل غیر مقلدین اور ان کے جوابات

دلیل نمبر 1:

عن ابی سعید قال قد جاء رجل وقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایکم یتجر علیٰ ھذا فقام رجل وصلیٰ معہ۔

(ترمذی ج1 ص53 فی الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص (مسجد میں) اس وقت آیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون شخص اس پر صدقہ کر کے ثواب حاصل کرے گا؟ تو ایک شخص (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔

جواب نمبر 1:

یہ ایک خاص اور جزوی واقعہ ہے اس سے ہر ایک کیلئے جماعت ثانیہ پر استدلال درست نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر یہ واقعہ اذن عام کی حیثیت رکھتا تو یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس کے مطابق ہوتا حالانکہ صحابہ کرام میں سے کسی سے یہ ثابت نہیں کہ وہ تکرار جماعت پر کاربند رہے ہوں یہی وجہ ہے کہ اس ایک واقعہ کے علاوہ پورے ذخیرہ احادیث میں کوئی ایک ایسی مثال نہیں ملتی کہ مسجد نبوی میں دوسری جماعت کی گئی ہو۔

جواب نمبر2:

اس واقعہ کا جماعت ثانیہ سے تعلق ہی نہیں ہے کیونکہ عرف میں جماعت ثانیہ اس جماعت کو کہتے ہیں جس میں امام اور مقتدی دونوں فرض پڑھنے والے ہوں اور مذکورہ واقعہ میں امام مفترض جبکہ مقتدی متنفل ہے۔ چنانچہ اسی بات کی صراحت غیر مقلدین کے پیشوا علامہ ناصر الدین البانی نے بھی کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

ولایعارض ھذاالحدیث المشھور الارجل یتصدق علی ھذافیصلی معہ وسیاتی فی الکتاب. (ص277)

فان غایۃ مافیہ حض الرسول صلی اللہ علیہ وسلم احد الذین کانو اصلوا معہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجماعۃ الاولیٰ ان یصلی وراءہ تطوعافھی صلوۃ متنفل وراء مفترض وبحثنا انماھوفی صلوۃ مفترض وراءالمفترض فاتتھم الجماعۃ الاولیٰ ولایجوز قیاس ھذہ علی تلک لانہ قیاس مع الفارق من وجوہ. (تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ: ص157)

ترجمہ: اور اس موقف کے خلاف وہ مشہور حدیث پیش نہ کی جائے جس میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھ لے؟! کیونکہ اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی جمات میں شرکت کی تھی ایک شخص کو اس پر ابھارا ہے کہ وہ اس آنے والے کے پیچھے نفل نماز پڑھ لے۔ پس یہ تو یہ صورت ہوئی کہ ایک نفل نماز پڑھنے والا فرض نماز پڑھنے والے کی اقتداء میں نماز پڑھے جبکہ ہمارے بحث تو اس میں ہے کہ ایک فرض نماز پڑھنے والا دوسرے فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے اور وہ دونوں ایسے ہوں جن سے پہلے جماعت رہ گئی ہو اور اس دوسرے مسئلہ کو پہلے مسئلہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ متعدد وجوہ سے قیاس مع الفارق ہے۔

جواب نمبر3:

اس حدیث کے الفاظ ہی جماعت ثانیہ کی ناپسندیدگی پر دلالت کرتے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایکم یتحیر. (وفی روایۃ) یتصدق.

یعنی یہ شخص تاخیر کیوجہ سے جماعت کے ثواب کا مستحق تو نہیں تھا لیکن جیسے کسی کو صدقہ دیکر اس پر احسان کیا جاتا ہے ایسے ہی کوئی شخص اس کے ساتھ شریک ہو کر اس پر جماعت کے ثواب کا صدقہ اور احسان کر دے۔

نیز اگر جماعت ثانیہ پسندیدہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک کچھ اس طرح ہوتا جب جماعت سے پیچھے رہ جاؤ تو دوسری جماعت کر لیا کرو یا کوئی اور ایسا کلمہ ہوتا جس سے جماعت ثانیہ کی پسندیدگی ظاہر ہوتی لیکن یہاں تو اس کے ہم معنی کوئی لفظ بھی نہیں فرمایا بلکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایکم تم میں سے کوئی ایک اس پر صدقہ کرے گویا زیادہ کی شرکت بھی ناپسند تھی اور صحابہ کرام نے بھی اس بات کو سمجھا اور ان میں سے صرف ایک ہی شخص نے شرکت کی ورنہ سب دوڑ پڑتے۔

دلیل نمبر2:

جاء انس بن مالک الیٰ مسجد قد صلی فیہ فاذن واقام وصلی جماعۃ. (بخاری ج1 ص89 باب فضل صلوۃ الجماعۃ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کی غرض سے ایک مسجد میں تشریف لائے، وہاں نماز ہو چکی تھی، آپ کے اذان واقامت کہہ کر جماعت سے نماز پڑھی۔

جواب نمبر1:

یہ حدیث متنا مضطرب ہے لہذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ السنن الکبری للبیہقی کی روایت میں مسجد بنی رفاعۃ کا ذکر ہے اور مسند ابی یعلی موصلی کی روایت میں مسجد بنی ثعلبہ،، کا ذکر ہے نیز مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا امامت کیلئے

مقتدیوں کے درمیان کھڑے ہونے کاذکر ہے اور بیہقی کی روایت میں کہ انہوں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی تفصیل ملاحظہ فرمائیں سنن کبری بیہقی کی روایت:

عن الجعد ابی عثمان اليشكری قال صلينا الغداة فی مسجد بنی رفاعة جلسنا فجاء انس بن مالك فی نحو من عشرين من فتيانه فقال اصليتم ؟ قلنا نعم فامر بعض فتيانه فاذن واقام ثم تقدم فصلی بهم. (ج3ص70 باب الجماعة فی مسجد قد صلی فیہ)

ترجمہ: حضرت جعد ابو عثمان یشکری فرماتے ہیں: ہم مسجد بنو رفاعہ میں صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے ہی تھے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیس نوجوانوں کے ساتھ حاضر ہوئے، فرمانے لگے: کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا: جی ہاں!! تو آپ نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیا، اس نے اذان و اقامت کہی، پھر آپ آگے بڑھے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔

مسند ابی یعلی کی روایت:

عن الجعد ابی عثمان قال مرّ بنا انس بن مالك فی مسجد بنی ثعلبه فقال اصليتم ؟ قال قلنا نعم ،وذاك صلوة الصبح ،فامر رجلا فاذن واقام ثم صلی باصحابه. (مسند ابی یعلی ص812 رقم الحدیث 4354 تذکرۃ سعید بن سنان)

ترجمہ: حضرت جعد ابو عثمان فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمارے پاس مسجد بنی ثعلبہ کے پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے ہاں میں جواب دیا اور یہ صبح کی نماز تھی۔ چنانچہ آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے اذان و اقامت کہی، پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت:

عن اليحی قال جاءنا انس بن مالك وقد صلينا الغداة فاقام الصلوة ثم صلی بهم فقام وسطهم.

(ج5ص54 باب فی القوم یجیئون الی المسجد وقد صلی فیہ)

ترجمہ: حضرت یحیٰی فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائے جب ہم صبح کی نماز پڑھ چکے تھے۔ پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کے درمیان کھڑے ہو کر ان کو نماز پڑھائی۔

جواب نمبر2:

اس حدیث میں جس مسجد کا ذکر ہے اس میں یہ احتمال غالب ہے کہ یہ مسجد طریق تھی، اس احتمال پر کئی قرینہ جات ہیں:

قرینہ نمبر1: مسجد بنی ثعلبہ اور مسجد بنی رفاعہ عہد نبوت میں معروف مساجد میں سے نہیں تھی علامہ عینی اور علامہ سمہودی کی تحقیق کے مطابق عہد نبوت میں چالیس مساجد کا تذکرہ آتا ہے ان چالیس میں نہ مسجد بنی ثعلبہ کا ذکر ہے اور نہ ہی مسجد بنی رفاعہ کا ذکر ہے لہٰذا غالب گمان یہی ہے کہ وہ مسجد طریق تھی اور مسجد طریق میں جماعت ثانیہ پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قرینہ نمبر2: بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ بیس افراد کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے۔ فجاء انس بن مالك فی نحو من عشرين من فتيانه. (سنن کبری للبیہقی ج3ص70 باب الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ)

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے ہوں گے اور مسجد طریق میں آپ نے جماعت کروائی ہو کیونکہ مسجد محلہ میں بیک وقت بیس آدمی جماعت سے رہ جائیں اور زمانہ بھی خیر القرون کا ہو سمجھ میں نہیں آتا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد طریق تھی۔

قرینہ نمبر3: اس روایت میں صراحت ہے کہ آپ نے باقاعدہ اذان واقامت کے ساتھ جماعت کروائی تھی اور مسجد محلہ میں اذان واقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے بھی یہی معلوم و ثابت ہوا کہ یہ مسجد محلہ نہ تھی بلکہ مسجد طریق تھی۔

دلیل نمبر 3:

عن سلمة ابن كهيل ان ابن مسعود دخل المسجد وقد صلوا فجمع بعلقمه ومسروق والاسود.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 54 رقم الحدیث 7182)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن کھیل سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو لوگ نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ نے حضرت علقمہ، حضرت مسروق اور حضرت اسود کے ساتھ جماعت کروائی۔

جواب نمبر 1:

اس روایت سے بھی جماعت ثانیہ کے جواز پر استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علقمہ، حضرت مسروق اور حضرت اسود بھی مفترض تھے بلکہ الفاظ روایت "ان ابن مسعود دخل" سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ حضرات نماز پڑھ چکے تھے صرف حضرت عبد اللہ بن مسعود کی نماز رہ گئی تھی چنانچہ یہ صورت بھی تنفل کی مفترض کے پیچھے اقتداء والی بنتی ہے جبکہ مسئلہ یہ ہے کہ مفترض کی اقتداء مفترض کے پیچھے ہو اور وہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتی، لہذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔

جواب نمبر 2:

یہ حدیث موقوف ہے اور غیر مقلدین کا ضابطہ ہے کہ موقوفات صحابہ حجت نہیں ہیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

1: افعال الصحابة رضي الله عنهم لا تنتهض للاحتجاج بها. (فتاوی نذیریہ بحوالہ مظالم روپڑی: ص 58)

2: صحابہ کا قول حجت نہیں۔ (عرف الجادی: ص 101)

3: صحابی کا کردار کوئی دلیل نہیں اگرچہ وہ صحیح طور پر ثابت ہوں۔ (بدور الاہلہ: ج 1 ص 28)

4: آثار صحابہ سے حجیت قائم نہیں ہوتی۔ (عرف الجادی: ص 80)

5: خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایا ہے۔ (عرف الجادی: ص 80)

6: موقوفات صحابہ حجت نہیں۔ (بدور الاہلہ: ص 129)